

(الف)۔۔۔ ٹنگی میں اگر کوئی جاندار گر جائے اور زندہ اہل آئے تو پانی پاک رہے گا۔ تاہم لمبی اور کتے میں یہ حکم اس وقت ہے جب کہ لمبی اور کتے کے جسم پر نجاست کے ہونے کا یقین یا ظن غالب نہ ہو اسی طرح ان کا تھوک پانی کے ساتھ ملنے کا غالب گمان نہ ہو۔ تاہم پھر بھی اسے کھانے پینے کی چیزوں میں استعمال کرنے سے احتیاط کی جائے۔

(ب)۔۔۔ اگر جانور پانی میں مر جاتا ہے یا مرادو اگر تپا ہے تو ایسی صورت میں اگر وہ جانور ایسا ہے کہ جس میں سر سے خون ہی نہیں جیسے لال بیگ وغیرہ یا خون تو ہے لیکن پنے والا نہیں جیسے چھوٹی چھوٹی وغیرہ یا وہ (پیدا کس کے اعتبار سے) پانی کا ہی جانور ہے تو ایسے جانوروں کے پانی میں مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا، تاہم ان جانوروں کو نکال کر پانی کھانے پینے کے علاوہ استعمال کیا جاسکتا ہے، اگر اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو پھر اس کے استعمال سے بچنا چاہئے۔ البتہ چھپکلی کے مرنے کی صورت میں اگر طبی اعتبار سے پانی نقصان دہ ہو تو پھر پانی کے استعمال سے اجتناب کیا جائے۔

(ج) اگر لمبی یا چوہا یا کوئی ایسا جانور جس میں بہتا ہو خون ہوتا ہے، وہ پانی میں مر جائے یا مر کر پھول جائے تو ایسی صورت میں ٹنگی اگر دس بائے دس (یعنی 1225 اسکوائر فٹ) سے کم ہو تو پانی اور ٹنگی دونوں ناپاک ہو جائیں گے، ان کو پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے ان جانوروں کو نکال کر ٹنگی میں ایک طرف سے پانی داخل کیا جائے اور دوسری طرف سے جاری کر دیا جائے اور اتنی دیر یہ عمل کیا جائے جس سے پانی میں نجاست کا اثر یعنی رنگ بو وغیرہ باقی نہ رہے۔

الدر المختار (۱/۱۸۳):

(ویجوز) رفع الحدث (بما ذکر وان مات فیہ) أي الماء ولو قليلا (غیر دموی کزنبور) وعقرب ... (ومائى مولد)، ولو کلب الماء وخنزیرہ (کسک و سرطان) وضفدع إلا بریا له دم سائل، وهو ما لا مسترة له بین أصابعه، فیفسد فی الأصح کحیة بریة، إن لها دم وإلا لا (وکذا) الحکم (لو مات) ما ذکر (خارجہ وبقي فیہ) فی الأصح، فلو تفتت فیہ نحو ضفدع جاز الوضوء به لا شر به لحرمة لحمه.

(وینجس) الماء القلیل (بموت مائى معاش بری مولد) فی الأصح (کبط واوز)

وحکم سائر المائعات کالماء فی الأصح، حتی لو وقع بول فی عصیر عشر فی عشر لم یفسد، ولو سال دم رجله مع العصیر لا ینجس خلافاً لمحمد ذکره الشمی وغیرہ

ناشیة ابن عابدین

NOKIA

(قوله: غیر دموی) المراد ما لا دم له سائلاً، لما فی القہستانی، أن المعتبر عدم

فتلك فسد والكاهن نفسه قتل الفشل ونفاعة وغنى الأديس إن كان تحسن العين
 كالحنوم والكلب على القول بأنه تحسن العين تحسن البئر مات أو لم يمضت أموات
 الماء فمضة أو لم يمضت وعلى القول بأن الكلب ليس بنحس العين لا يمضت إذا
 الماء يملأ من غيره بين الحيوانات، وأما سائر الحيوانات، فإن علم بتذوقه فمضت
 تحسن الماء، فإن لم يمض فمضة إلى الماء، ويؤخذ بالعلم بالأهمل في البئر
 وتجره يخرج ولا يمض فمضة شئ، فإن كان الطاهر استعماله فمضت على استعماله لكن
 يقتضئ طهارتها بأن سقطت عقب دخولها ماء كثيراً هذا مع أن الأصل الطهارة،
 فإن لم يعلم ولم يمض فمضة إلى الماء فإن كان مما يؤكل لمضة فلا يوجب التحسين
 أصلاً، وإن كان مما لا يؤكل لمضته من الشباع والظهور فيه اختلاف المشايخ
 والأصح عدم التحسين وكذلك في الحمار والتعل والعصيح أنه لا يمض الماء
 مشكوكاً فيه وقيل يخرج ماء البئر كله، وإن وصل لعانة فمضت الماء حكمه فيجب
 نزع الجميع إذا وصل لعاب البئر أو الحمار إلى الماء كما في فتاوى قاضي خان
 وغيره لكن في المحيط، ولو وقع شؤر الحمار في الماء يجوز التوضؤ به ما لم
 يغلب عليه؛ لأنه طاهر غير مظهر كالماء المشتمل عند تحمله اهـ.
 وظاهر كلام صاحب الهداية في التحسين أن معنى قولهم يجب نزع الجميع أنه لا
 لأجل التحاسة بل؛ لأنه كان غير مظهر ولا يجب الترخ إذا وقع في البئر ما يكره
 شؤره ووصل لعانة إلى الماء لكن في فتاوى قاضي خان يخرج منها دلاء عشرة أو
 أكثر احتياطاً وثقة وفي التبيين يستحب نزع الماء كله ولا يقتضى ما فيه، وهذه الجملة
 إذا خرج حياً

المسحط البرحاني هو الفقه النعماني (١ / ١٠٣):

الكلب إذا وقع في الماء فأخرج حياً إن أصاب فمه الماء فهو من جملة القسم
 الأول يجب نزع جميع الماء، وإن لم يصب فمه الماء فعلى قولهما يجب نزع جميع
 الماء لأن عين الكلب نحس عندهما حتى قالوا: إذا وقع الكلب في ماء وخرج
 وانتفض فأصاب ثوباً أكثر من قدر الدرهم لم تجز الصلاة فيه. وعن أبي حنيفة
 رحمه الله في «الكتاب» إذا وقع في الماء ثم خرج حياً أنه لا بأس به، وهذه إشارة
 إلى أن عين الكلب ليس بنحس. وقال أيضاً: في كلب وقع في ماء وخرج حياً،
 فاعجنوا منه فلا بأس بذلك، هكذا روى ابن المبارك عن أبي حنيفة رحمه الله، وفي
 «الجامع الأصغر» إذا وقع الكلب في البئر لم يتحس الماء. وقال غيره: يتحس. والله تعالى اعلم بالصواب

محفوظ
 محمد أفندي
 دار الافتاء معهد الشيخ زكريا

البرهان صحيح

محمد بن محمد

محمد بن محمد